(102)

کامیابی خدا پر توکل رکھنے والوں کیلئے ہے

فرمودہ ۲۶ نومبر ۱۹۲۰ء

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد آیت اِذْ یَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ غَرَّ هٰۤؤُلَآءِ دِیْنُهُمْ ؕ وَمَنْ یَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ - (الانفال: ۵۰) پڑھ کر حضور نے فرمایا:-

انسان کی عادت ہے کہ جب کبھی وہ کسی نیکی کے اختیار کرنے سے باز رہتا اور کسی مفید بات کو رد کرتا ہے۔ تو اس کی ضمیر اس کو ملامت کرتی ہے اور وہ ملامت باقی تمام تکالیف سے بڑھکر ہوتی ہے۔ انسان سب کچھ برداشت کرسکتا ہے، مگر نفس کی ملامت کو برداشت نہیں کرسکتا۔ جب نفس ملامت شروع کرتا ہے تو انسان عذرات تلاش کرتا ہے۔ وہ عذرات لوگوں کے لیے نہیں ہوتے۔ نہ ان عذرات سے لوگوں کو خاموش کرنا چاہتا ہے۔ نہ خوش کرنا چاہتا ہے۔ بلکہ وہ محض اپنے نفس کو خوش کرنے کے لیے ہوتے ہیں۔ دوسروں کے لیے بھی ہوتے ہیں۔ کیونکہ انسان بالطبع چاہتا ہے کہ لوگ اس کی مذمت نہ کریں۔ بلکہ تعریف کریں مگر بہت بڑی زد جو خود انسان کے اپنے نفس کی ہوتی ہے اس سے بچنے کے لیے عذرات گھڑتا ہے اور جان بچانا چاہتا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اسی قسم کے واقعہ کا ذکر فرمایا ہے۔ فرماتا ہے۔ اذ یقول المنافقون والذین فی قلوبھم مرض غر ھٰؤلآء دینھم۔ اسلام قبول کرنا معمولی بات نہ تھی۔ بلکہ ایک پہاڑ سر پر اٹھانا تھا۔ اس وقت ساری دنیا کے عناد اور تمام مذاہب کی عداوت اسلام کے خلاف بھڑکی ہوئی تھی۔ تاکہ اسلام کو مٹادیں اور وہ ایسا کرنے پر مجبور تھے۔ کیونکہ وہ دیکھتے تھے کہ اسلام کے باقی رہنے میں ان کی ہلاکت ہے اس وقت یہودیت عیسائیت سے نہ ڈرتی تھی۔ زرتشتی مذہب یہودیت اور عیسائیت سے نہ ڈرتا تھا۔ ان کے ڈرنے کے لیے صرف ایک اسلام ہی تھا اور اسی کے خلاف وہ سب کوشش کرتے تھے۔ کبھی یہ نہ دیکھو گے کہ بکری بھیڑیے سے ڈرے حتیٰ کہ بیل گائے سے بھی نہیں ڈریگی۔ اتنا ہو گا کہ

اگر کوئی مارنے والا بیل ہوگا۔ تو اس سے ذرا پیچھے ہٹ جائے گی۔ مگر جب شیر آئے گا تو بکری اور تمام وہ جانور جو اس کی غذا ہیں۔ بھاگ جائیں گے یہی حالت اسلام اور دیگر مذاہب کی تھی۔ جب اسلام آیا تو دیگر مذاہب نے محسوس کیا کہ ہم اس کے سامنے زندہ نہیں رہ سکتے۔ یا اس کو مٹا دینگے یا خود مٹ جائیں گے۔

صداقت جب صادقوں کے ہاتھ میں ہو تو مٹ نہیں سکتی محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو تعلیم لائے۔ وہ اب بھی موجود ہے مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے کیونکہ انسان کے لیے موت ہے۔ پس جب لوگ اسلام کو قبول کرتے تھے۔ تو تمام لوگ ان کے دشمن ہو جاتے تھے وہ دیکھتے تھے کہ مسائل کا تو مقابلہ نہیں ہو سکتا۔ توحید کے مقابلہ میں شرک کہاں ٹھہر سکتا ہے۔ اخلاق و تمدن کے مسائل میں اسلام کا کہاں مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔ اس لیے اسلام کو مٹانے کے لیے ان کے پاس ایک ہی چیز تھی کہ مسلمان کہلانے والوں کو مٹا دیں۔ کیونکہ صداقت اپنی ذات میں اکیلی قائم نہیں رہا کرتی۔ بلکہ صادقوں کے ساتھ ہوتی ہے۔ تب قائم رہتی ہے۔ خالی تلوار کچھ نہیں کر سکتی۔ جب تک کہ اچھے سوار کے ہاتھ میں نہ ہو۔ اسی طرح صداقت کا مٹانا یہی تھا کہ صادقوں کو مٹا دیا جائے اس لیے انہوں نے اپنی تمام طاقتوں کو جمع کیا اور اسلام کے مٹانے کے درپے ہو گئے۔ اس وقت اسلام کی مثال اس پودا کی سی تھی۔ جو ابھی بہت ابتدائی حالت میں ہو اور تنومند جانور اس کو گرانے کے درپے ہوں۔ ایسے وقت میں اسلام میں شامل ہونا کوئی معمولی بات نہ تھی۔ لوگ اسلام کے نام تک کے دشمن تھے۔ اس لیے جو شخص بھی مسلمان ہوتا تھا۔ قبل اس کے کہ وہ اپنی حالت کو اسلام کے سانچے میں ڈھال لیتا۔ اس کا محض مسلمان کہلانا ہی تمام عداوتوں کو اپنے گرد و پیش جمع کر لیتا تھا۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ جو اسلام کی شب و روز خدمت میں رہتے تھے ان سے لوگ کس قدر عداوت کرتے ہونگے۔

پس اس وقت اسلام قبول کرنا تلوار کے نیچے اپنی گردن کو دھر دینا تھا۔ یہی وجہ تھی۔ وہ نادان جن کو خدا کی قدرتوں اور طاقتوں پر یقین نہ تھا۔ ایسی حالت میں ان لوگوں کے لیے جو اسلام کی خدمت میں شب و روز مصروف تھے، کہتے تھے کہ کیا یہ لوگ پاگل ہو گئے۔ ساری دنیا کو مفت میں اپنا دشمن بنا لیا وہ لوگ جو چوہے کی حرکت سے بھی ڈر جاتے ہیں۔ ڈرتے تھے کہ یہ لوگ کیوں دیوانے ہو گئے ہیں۔ ان کے متعلق خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ منافق اور کمزور دل مسلمان کہلانے والے لوگ کہتے ہیں کہ یہ لوگ مذہبی دیوانے ہیں کہ ہر ایک مذہب اور ہر ایک قوم سے انہوں نے جنگ چھیڑ رکھی ہے۔ اور اس کمزوری پر دعویٰ یہ ہے کہ سب کو مٹا دینگے۔ اور اسلام کو قائم کر دینگے ان کے پاس کوئی ظاہری سامان نہیں۔ علوم میں یہ درماندہ ہیں۔ ان لوگوں کی عقل ماری گئی ہے کہ اپنے نقصان سے بے خبر ہیں۔

فرمایا - وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَاِنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ - ان معترضوں کی نظر محدود ہے جو کچھ ان کے سامنے ہے - یہ محض اسی کو دیکھتے ہیں - اور نہیں خیال کرتے کہ ان کے پیچھے کون ہے اور ان کی طاقت کہاں سے آتی ہے جس کے بل پر یہ کھڑے ہیں -

جس چیز کا سہارا مضبوط ہوتا ہے - اسے کوئی خطرہ نہیں ہوتا - اور وہ دراصل کمزور نہیں - بلکہ بڑی طاقتور ہوتی ہے - دیکھو ہاتھ کا گوشت کتنا نرم ہوتا ہے - ایک بچہ بھی اس کو کاٹنے لگے - تو کاٹ سکتا ہے لیکن جب ایک طاقتور شخص اسی ہاتھ کو کسی کے مُنہ پر مارتا ہے تو اکثر اوقات دانت نکال دیتا ہے - سر پر مارتا ہے - تو بیہوش کر دیتا ہے - کیا یہ اس نرم گوشت کا کام ہوتا ہے - نہیں - یہ اس طاقتور شخص کا کام ہوتا ہے - جس کا وہ ہاتھ ہوتا ہے تو مسلمان کمزور تھے اور منافق ان کو دیکھ کر طرح طرح کی باتیں بناتے تھے - مگر مَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَاِنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ - خدا تعالیٰ فرماتا ہے - تم انہی کو دیکھتے ہو - جو تمہارے سامنے ہیں - اس کو دیکھو - جو ان کے پیچھے ہے - جس پر ان کو سہارا ہے اور وہ خدا ہے جو بڑا زبردست اور حکمت والا ہے -

اسی طرح شمشیر بذاتِ خود کچھ نہیں کر سکتی - ہاں جب شمشیر زن کے ہاتھ میں ہوتی ہے تو اس وقت کام کرتی ہے - نادان ہے جو شمشیر کو دیکھتا ہے - دانا وہی ہے جو شمشیر زن کو دیکھے -

مثل ہے کہ ایک بادشاہ کے لڑکے نے دیکھا کہ ایک سوار تلوار کے ایک وار میں جانور کے چاروں پاؤں کاٹ دیتا تھا - اس زمانہ میں امتحان کے لیے چاروں پاؤں جانور کے باندھ کر کھڑا کر دیتے تھے اور شمشیر زن ایک وار میں چاروں پاؤں کاٹ دیتا تھا - لڑکے نے اس سوار سے وہ تلوار مانگی - مگر اس نے کہا میاں اس تلوار کو کیا کرو گے - تمہارے پاس اور بہت سی تلواریں ہیں - لڑکے نے اپنے باپ بادشاہ کو کہا کہ فلاں سوار سے میں نے اس کی تلوار مانگی تھی - مگر وہ نہیں دیتا - بادشاہ نے سوار کو بُلا کر جھاڑا - اور تلوار لے دی - لڑکے نے تلوار چلائی - مگر اس کے چاروں پیر تو کیا کھال بھی نہ کٹی - اس نے بادشاہ سے کہا کہ سوار نے اس تلوار کی بجائے کوئی اور دیدی ہے - سوار کو بادشاہ نے پھر بُلایا - تو اس نے کہا کہ میں نے وہی تلوار دی ہے لائیے میں کاٹ کر دکھلاؤں - چنانچہ سوار نے تلوار لیکر جانور کے چاروں پاؤں کاٹ دیئے - تب بادشاہ سمجھ گیا کہ اصل میں یہ تلوار کا کام نہ تھا - بلکہ اس شمشیر زن کا کام تھا -

تو مسلمان کمزور تھے، لیکن ان کی شوکت کو ظاہر کرنیوالا خدا تھا - مسلمان دراصل ایک آلہ بے جان کی طرح تھے مگر چونکہ خدا کے ہاتھ میں تھے - اس لیے ان کی کمزوری کو دیکھنا غلطی تھی - خدا کو دیکھنا چاہیئے تھا - اللہ تعالیٰ فرماتا ہے - مَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَاِنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ - جن کا اللہ پر توکل ہوتا ہے وہ ناکام نہیں ہو سکتے - کیونکہ اللہ تعالیٰ تو غالب ہے -

ہمارا حال بھی بعینہٖ یہی ہے۔ ہماری جماعت کو اللہ تعالیٰ نے ایک بڑے مقصد کے لیے کھڑا کیا ہے ہم سے بھی اس کے کچھ خاص وعدے ہیں۔ جس وقت ہم نے حضرت مسیح موعودؑ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اس وقت اقرار کیا تھا کہ ہم اسلام کو تمام عالم میں پھیلائیں گے۔ اور ہماری مثال اس سپاہی کی ہے۔ جس کو گورنمنٹ نے اپنی فوج میں بھرتی کیا ہو۔ جب وہ بھرتی ہو چکتا ہے۔ تو اس وقت اس کا حق نہیں ہوتا کہ کہے۔ میں فلاں خطرناک جنگ میں نہیں جاؤں گا۔ کیونکہ وہاں جان کا خطرہ ہے۔ یہ اس کو پہلے سوچنا چاہیئے تھا۔ جب بھرتی ہو گیا۔ تو گورنمنٹ جہاں بھیجتی ہے۔ اسے جانا چاہیئے۔ بھرتی ہونے والا پہلے ہی دن یہ فیصلہ کر لیتا ہے کہ میں فوج میں جو بھرتی ہو رہا ہوں تو موت سے مجھ کو ڈر نہیں پس جب ہم خدا کی فوج میں بھرتی ہو گئے۔ تو اب آنے والے خطرات سے ہمارے لیے کوئی ڈر نہیں ہو سکتا۔ اگر ڈر ہوتا تو پہلے سوچنا چاہیئے تھا۔ اگر کہا جائے کہ ہمیں پہلے علم نہ تھا۔ تو درست نہیں کیونکہ قبل اسکے کہ مسیح موعود کی بیعت میں ایک بھی شخص آتا۔ خدا تعالیٰ نے مسیح موعودؑ کے ذریعہ یہ اپنا اعلان کرا دیا تھا کہ دُنیا میں ایک نذیر آیا پر دُنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دیگا۔ پس یہ پہلے سے اعلان ہو چکا تھا کہ مسیح موعودؑ کا تمام دُنیا مقابلہ کریگی۔ اور جو اس کی بیعت کریگا۔ اس کو تمام دُنیا کے مقابلہ میں کھڑا ہونا پڑے گا۔ دُنیا مسیح موعودؑ کو رد کر دیگی مگر خدا اس کو قبول کریگا اور اپنے زور آور حملوں کے ذریعہ اس کی صداقت ظاہر کر دیگا۔ خدا کے حملے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے صحابہ کے ذریعہ ہوئے اور یہاں بھی خدا کے حملے مسیح موعودؑ کے لیے آپ کی جماعت کے ذریعہ ہونگے۔ وہ حملے جو صحابہ کے ذریعہ ہوئے ان سے خون کے میدان رنگے گئے اسی طرح ہم کو بھی ایسے ہی میدانوں سے گزرنا ہوگا۔ پس ہم نے مسیح موعودؑ کو یونہی نہیں مانا تھا۔ بلکہ سوچکر اور تمام مشکلات کو سمجھ کر قبول کیا تھا۔

میں نے بتایا تھا کہ صداقت کے دشمن ہمیشہ اور ہر زمانہ میں ہوتے ہیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں بھی تھے۔ آج جبکہ آپ کا ایک غلام کھڑا ہوا ہے۔ تاکہ دُنیا میں اسلام کو پھیلائے۔ تو غیر تو غیر خود نبی کریم کو ماننے کا دم بھرنے والے اس کی مخالفت کر رہے ہیں۔ پس جن رستوں سے صحابہ گزرے۔ ہمیں ان سے زیادہ خطرناک راستوں میں سے گزرنا پڑے گا۔ اور ان سے زیادہ دقتیں ہمارے لیے درپیش ہونگی۔ کیونکہ صحابہ کے وقت دنیا اس طرح منتظم صورت میں نہ تھی۔ جس طرح اب ہے اور اس وقت ایسے علوم اسلام کے مقابلہ میں نہ تھے۔ جیسے اب ہیں۔ پس آج بھی ایسے لوگ ہیں۔ جو ہم پر ہنستے اور ہمیں پاگل کہتے ہیں اور تو اور بعض ہم میں سے بھی منافق طبع اور کمزور دل ہیں۔ جیسا کہ رسول کریم کے

وقت میں مسلمان کہلاتے ہوئے منافق تھے۔ وہ بھی ہمیں کہتے ہیں کہ کیوں ساری دُنیا کا مقابلہ کرتے ہو۔ جان جائیگی۔ عزّت پر حرف آئے گا۔ مٹ جاؤ گے۔ لیکن ہم ان کو کہتے ہیں کہ جس وقت ہم نے بیعت کی تھی۔ ہمیں اُسی وقت کہدیا گیا تھا کہ تمہیں صداقت کے پھیلانے کے لیے اپنی ہر ایک عزیز سے عزیز چیز کے قربان کرنے کے لیے تیار ہونا ہوگا۔ پس یہ نئی بات نہیں۔ بلکہ ہمیں پہلے سے ہی بتا دی گئی تھی۔ پس ہم خدا کی راہ میں کسی چیز کی پرواہ نہ کرینگے اور انشاء اللہ ہم ناکام نہ ہونگے۔ بلکہ کامیاب ہونگے۔

پس تم خوب یاد رکھو۔ مَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَاِنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ۔ اللہ پر بھروسہ کرنے والے ہی کامیاب ہوا کرتے ہیں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کا سہارا اتنا مضبوط ہے کہ دُنیا کی کوئی طاقت اس کو توڑ نہیں سکتی۔ دیکھو اگر ایک اینٹ آسمان کی طرف پھینکو تو وہ بھی زمین پر آئیگی۔ لیکن ہزاروں من مٹی جو چھت پر ہوتی ہے۔ زمین سے بلند ٹھہری رہتی ہے۔ کیونکہ چھت کے نیچے سہارا مضبوط ہوتا ہے۔ جو اس کو زمین پر گرنے سے بچاتا ہے۔ پس گو ہم کمزور ہیں، لیکن چونکہ مسیح موعودؑ خدا کی طرف سے تھے اور خدا آپ اور آپ کے ساتھ والوں کے ساتھ ہے۔ اس لیے ہمارا مقابلہ ہمارا نہیں۔ خدا کا ہے جو شخص ہتھیار پر وار کرتا ہے۔ وہ ہتھیار کو توڑنا نہیں چاہتا بلکہ شمشیر زن پر حملہ کرتا ہے مگر تلوار والا تلوار کی حفاظت کرتا ہے۔ اسی طرح خدا ہماری حفاظت کر رہا ہے۔ اس لیے ہمیں خطرہ نہیں۔ اگر ڈر ہے۔ تو ان لوگوں کو جو منافق ہیں یا جن کے دل میں مرض ہے۔ یعنی وہ اتنے بیمار ہیں کہ ان کو منافق نہیں کہا جا سکتا۔ اگر ہمیں ایک منٹ کے لیے بھی یہ وہم ہو کہ ہمیں دنیا مٹا دیگی۔ تو ہمیں اپنی فکر کرنا چاہیئے اور یہ سمجھنا چاہیئے کہ تب ہم منافق ہیں۔ کیونکہ ہم ہلاک تب ہی ہو سکتے ہیں۔ جب مسیح موعودؑ جھوٹے ہوں کہ ہمارا ان پر ایمان ناقص ہو۔ مگر چونکہ وہ جھوٹے نہیں اس لیے ہم بھی اس وقت تک ہلاک نہیں ہو سکتے۔ جب تک ہم میں سچا ایمان اور حقیقی اخلاص پایا جائیگا۔

پس خوب یاد رکھو۔ اللہ تعالیٰ کی طاقت کا مقابلہ کوئی طاقت نہیں کر سکتی۔ کب صداقت دُنیا میں آئی کہ اس کا مقابلہ نہیں کیا گیا۔ اور مقابلہ کرنے والے ناکام نہیں رہے۔ حضرت موسیٰ جب دُنیا کی طرف آئے وہ ان کے خلاف اُٹھ کھڑی ہوئی۔ مگر ان کو مٹا تو نہ سکی۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ بنی اسرائیل کے بارہ قبیلوں کے لیے آئے اور بنی اسرائیل آپ کی مخالفت میں لگ گئے مگر عیسیٰ ناکام نہ رہے۔ اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ساری دنیا کے لیے آئے اور ساری دُنیا آپ کی مخالفت میں لگ گئی مگر مخالفین کو کامیابی نصیب نہ ہوئی۔ کامیاب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہوئے۔ اسی طرح اگر حضرت مسیح موعود خدا کی طرف سے ہیں اور یقیناً خدا کی طرف سے ہیں۔ تو ساری دنیا کی مخالفتوں کا ہمیں

کیا خوف ہو سکتا ہے۔ ہمارے مقابلہ میں تمام دنیاوی طاقتوں کی حیثیت ایک مچھر جتنی بھی نہیں۔ بے شک ہمارے پاس تلوار نہیں۔ ہم فوجیں نہیں رکھتے۔ ہمارے پاس مال نہیں۔ ہم تھوڑے ہیں۔ اور ہمارے مخالفوں کے پاس سب کچھ ہے۔ مگر ہم نے کب کہا ہے کہ ہمارے پاس تلوار ہے۔ اور ہم اس کے ذریعہ کامیاب ہونگے۔ ہم تو کہتے ہیں۔ ہمارے پاس صداقت ہے اور صداقت پر کوئی غالب نہیں آ سکتا۔ بلکہ صداقت ہی ہر قسم کی بطالت پر غالب آیا کرتی ہے۔ پس گو ہم کمزور ہیں۔ ناطاقت ہیں۔ تھوڑے ہیں مگر چونکہ اپنے پاس صداقت رکھتے ہیں۔ اور اس ہستی کا سہارا ہمیں حاصل ہے جو تمام طاقتوں اور قوتوں کی جامع ہے۔ اس لیے ہمیں اپنی ناکامی کا ہرگز خیال نہیں آ سکتا۔ میرے نزدیک تو وہ شخص متکبر ہے۔ جو ڈرتا ہے کہ دُنیا ہمیں پامال کر دیگی۔ کیونکہ وہ اپنے کو بھی کچھ خیال کرتا ہے۔ لیکن جس کا توکل خدا پر ہے۔ وہ اپنی ذات کو کچھ نہیں سمجھتا۔ اس لیے دنیا کی کوئی طاقت اسے خوف زدہ نہیں کر سکتی۔ کیونکہ اس کی طاقت کسی اور ذریعہ سے آتی ہے۔

مَیں نے دلی دربار میں دیکھا کہ ہزارہا کا ہجوم تھا اور ایک ریلا پڑتا تھا کہ جس سے مضبوط سے مضبوط آدمی گر پڑتے تو اُٹھ نہیں سکتے تھے۔ لیکن ہمارے آگے آگے ایک مضبوط شخص نے اپنے کندھوں پر ایک بچہ اُٹھایا ہوا تھا۔ اس وقت جبکہ لوگ گر پڑتے تھے۔ اور ہائے وائے کر رہے ہوتے تھے۔ وہ بچہ ہنستا جا رہا تھا۔ اس کی کیا وجہ تھی کہ وہ بچہ ہنستا اور تماشہ دیکھتا گزر رہا تھا۔ یہی کہ وہ ایک مضبوط شخص کے کندھوں پر سوار تھا۔

پس مت ڈرو کہ تمام دُنیا تمہارے مقابلہ میں ہے۔ اور ہراساں مت ہو کہ تم کمزور ہو۔ کیونکہ تم اپنی طاقت پر مخالفوں کے مقابلہ پر نہیں کھڑے ہوئے۔ بلکہ خدا تمہاری مدد پر ہے۔ خدا کی طاقت تمہارے دشمنوں اور مخالفوں کا مقابلہ کریگی۔ یہ بڑی بڑی طاقتیں آئیں گی اور تمہارے پاؤں پر گریں گی۔

مجھے ایک فرانسیسی مصنف کے قول کا بڑا مزا آتا ہے۔ وہ لکھتا ہے۔ مجھے ایک بات تعجب میں ڈالدیتی ہے کہ ایک کچے مکان میں چند غرباء آدھے ننگے جسموں کے ساتھ بیٹھے ہیں اور تجویزیں یہ کر رہے ہیں کہ اب قیصر کی سلطنت فتح کرنا ہے اور اب کسریٰ کی حکومت کو فتح کرینگے اور ہر ایک کے چہرے سے یقین ٹپکتا ہے اور پھر اسی کے مطابق وہ کر کے بھی دکھا دیتے ہیں۔ جب ایمان ہو تو کسی کا ڈر نہیں ہوتا۔ اگر ہمیں مسیح موعود پر سچا ایمان ہو۔ تو ہمیں کوئی مادی طاقت مرعوب نہیں کر سکتی۔ اور نہ حکومت میں کوئی تغیر خوف زدہ کر سکتا ہے۔ ہم کسی حکومت کی اطاعت اس کے خوف کی وجہ سے نہیں کرتے۔ بلکہ خُدا کے حکم کی وجہ سے کرتے ہیں۔ دیکھو حضرت موسیٰ فرعون سے نہیں ڈر سکتے تھے۔ کیونکہ انہوں نے پہلے ہی

دیکھ لیا تھا کہ وہ غرق ہو رہا ہے۔ اور غرق ہونے والے سے انہوں نے کیا ڈرنا تھا۔ ہاں اگر موسیٰ کو خوف تھا۔ تو خدا کے اس حکم کا کہ قُوْلَا لَہٗ قَوْلًا لَّیِّنًا (طٰہٰ : ۴۵) فرعون کے پاس جاؤ۔ اس سے نرم نرم باتیں کرو۔ اسی وجہ سے وہ فرعون سے نرمی کے ساتھ گفتگو کرتے تھے نہ کہ اس کے ڈر سے۔ تو ہم گورنمنٹ کی اطاعت اس کے ڈر سے نہیں کرتے، بلکہ خدا کے حکم کے ڈر سے کرتے ہیں۔ پھر ہمیں ہمارے آقا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اگر کوئی ظالم بھی تم پر حاکم ہو۔ تو اس کی اطاعت کرو[1]۔ پس ہم اگر کسی حکومت کی اطاعت کرتے ہیں۔ تو اس کے خوف سے نہیں۔ بلکہ خدا اور خدا کے رسول کے احکام کے مطابق کرتے ہیں۔ حکومتیں اس سے زیادہ کیا کر سکتی ہیں کہ ایک شخص کو مروا دیں۔ مگر مومن موت سے نہیں ڈرتا۔ کیونکہ موت کے بعد وہ سمجھتا ہے کہ مجھے خدا تعالیٰ کی رضا اور جنت نصیب ہونگے۔ جن میں مَیں رہوں گا۔ پس ہمارے لیے سوائے خدا کے کسی کا حقیقی خوف نہیں۔ کیونکہ ہم اس مقام پر ہیں جس کو خدا کی نصرتیں گھیرے ہوتے ہیں۔ ڈر ایمان کی کمی کے باعث ہو سکتا ہے، لیکن مومن خدا کے سوا کسی سے خوف زدہ نہیں ہو سکتا۔ پس یاد رکھو۔ کہ یہ تمام حکومتیں تمہارے آگے مغلوب ہو جائیں گی۔ مگر تلوار سے نہیں دلائل کے ساتھ اور صداقت کے ساتھ تم غالب ہوگے۔ اس لیے خدا سے تائید یافتہ بے خوف ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ توفیق دے کہ ہماری جماعت اس امانت کو جو اس کے سپرد کی گئی ہے۔ پہنچائے۔ اور اس کے فضل کے ساتھ کامیاب ہو۔ آمین ؎

(الفضل ۶؍ دسمبر ۱۹۲۰ء)

---

[1] مشکوٰۃ کتاب الفتن الفصل الاوّل